توحید اور شرک

کی

حقیقت

www.nidaehaq.com

دعا گو: محمد کلیم اللہ

زیارتِ قبور

قبورِ اولیاءؒ پر سالانہ اجتماع

۱- خاتم المفسرین حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی (متوفی ۱۲۷۰ھ) نے اپنے مندرجہ بالا بیان میں وَالْاِجْتِمَاعُ عِنْدَهَا فِیْ اَوْقَاتٍ مَخْصُوْصَةٍ یعنی مخصوص اوقات (مقررہ تاریخوں) میں مزاروں پر اجتماع کو جاہل لوگوں کا کردار قرار دیا ہے۔

۲- بیہقی عصر حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۲۵ھ) رقمطراز ہیں:-

لَا یَجُوْزُ مَا یَفْعَلُهُ الْجُهَّالُ بِقُبُوْرِ الْاَوْلِیَاءِ وَالشُّهَدَاءِ مِنَ السُّجُوْدِ وَالطَّوَافِ حَوْلَهَا وَاتِّخَاذِ السُّرُجِ وَالْمَسَاجِدِ عَلَیْهَا وَمِنَ الْاِجْتِمَاعِ بَعْدَ الْحَوْلِ کَالْاَعْیَادِ وَیُسَمُّوْنَهٗ عُرْسًا [1]

جاہل لوگ اولیاء و شہدا کی قبروں کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں جیسے سجدہ کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا اور ان پر چراغاں کرنا اور مسجدیں بنانا اور سال کے بعد عیدوں کی طرح وہاں جمع ہونا، جسے عرس کہتے ہیں، یہ سب جائز نہیں ہیں۔

قبورِ اولیاءؒ کی بالقصد زیارت

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) اس کو حج لغیر اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ شرک کی قسمیں بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

وَمِنْهَا الْحَجُّ لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَذٰلِكَ اَنْ یَقْصِدَ مَوَاضِعَ مُتَبَرَّكَةً مُخْتَصَّةً بِشُرَكَائِهِمْ یَكُوْنُ الْحُلُوْلُ بِهَا تَقَرُّبًا مِنْ هٰؤُلَاءِ فَنَهَى الشَّرْعُ عَنْ ذٰلِكَ۔

ان (امورِ شرکیہ) میں سے حج لغیر اللہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے شرکاء کے مخصوص متبرک مقامات کا قصد کیا جائے کہ وہاں جانا ان شرکاء کے تقرب کا باعث ہے۔

---

[1] تفسیر مظہری تفسیر سورہ آلِ عمران آیت قُلْ یٰاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ

www.nidaehaq.com

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ [1]

شریعت نے اس سے منع فرما دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے تین مسجدوں کے (تقرب و تبرک کی غرض و نیت سے) سفر نہ کیا جائے۔

تقرب الی اللہ اور حصولِ اجر و ثواب کی نیت سے صرف تین مساجد، مسجد الحرام (مکہ معظمہ) مسجد نبوی (مدینہ طیبہ) اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی طرف سفر کرنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

کسی بزرگ کے مخصوص مقامات، قبر وغیرہ کو متبرک سمجھ کر حصولِ برکت اور اس بزرگ کے تقرب کی نیت سے اس قبر وغیرہ کی طرف سفر کرنے کو حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ اقسام شرک میں شمار کرتے ہیں اور اسے اَلْحَجُّ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے تعبیر کرتے ہیں۔

۴ - ایک اور مقام پر رقم فرماتے ہیں:۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي هٰذَا أَقُوْلُ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقْصِدُوْنَ مَوَاضِعَ مُعَظَّمَةً بِزَعْمِهِمْ يَزُوْرُوْنَهَا وَيَتَبَرَّكُوْنَ بِهَا وَفِيْهِ مِنَ التَّحْرِيْفِ وَالْفَسَادِ مَا لَا يَخْفَى فَسَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا يَلْتَحِقَ غَيْرُ الشَّعَائِرِ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین مسجدوں، مسجد الحرام، مسجد الاقصیٰ اور میری اس مسجد (نبوی) کے سوا کسی جگہ کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں" میں کہتا ہوں کہ اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ اپنے زعم میں جن مقامات کو وہ واجب التعظیم سمجھتے تھے ان مقامات کی زیارت کرتے اور ان سے برکت حاصل کرنے کے لئے وہ سفر کیا کرتے تھے، اور اس میں دین کی تحریف اور بگاڑ ظاہر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] "حجۃ اللہ البالغۃ" جلد اول باب اقسام الشرک

www.bidaenaq.com

بالشعائر و لئلا يصير ذريعة بعبادة غير الله والحق عندي ان القبر و محل عبادة ولي من الاولياء الله والطور كل ذالك سواء في النهي والله اعلم [1]

اس بگاڑ کا سدِ باب فرمایا تاکہ غیر شعائر شعائر اللہ میں داخل نہ ہو جائیں، اور یہ عبادتِ غیر اللہ کا ذریعہ نہ بن جائے۔ اور میرے نزدیک حق یہ ہے کہ کسی ولی اللہ کی قبر یا اس کی عبادت کرنے کی جگہ اور کوہِ طور سب اس ممانعت میں برابر ہیں واللہ اعلم۔

مزاراتِ اولیاء اللہ کی زیارت

اولیاء اللہ رحمہم اللہ سے محبت و حسنِ عقیدت محمود و مستحسن ہے، ان کی اتباع، اتباعِ رسول ﷺ ہے۔ بعد وفات ان کے لئے دعا اور ایصالِ ثواب شرعاً محمود و مطلوب ہے۔ اگر کسی ولی اللہ کی قبر قریب ہو تو وہاں جا کر یا اتفاق سے گزر ہو تو سنت کے مطابق سلام کہنا اور عفو و عافیت اور مغفرت و رحمت کی دعا کرنا سب باتفاقِ امت جائز و درست ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔

باقی رہا دُور دراز کا طویل سفر کر کے کسی بزرگ کے مزار کی زیارت کے لئے جانا۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ مباح ہے، اور بعض کے نزدیک یہ جائز نہیں۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان اکابرِ امت و مشائخِ ملت میں سے ہیں جن کے نزدیک یہ جائز نہیں، آپ فرماتے ہیں میرے نزدیک حق یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی قبر ان کی عبادت کا محل و مقام اور کوہِ طور یہ سب حدیث لَاتُشَدُّ رِحَال کی نہی میں برابر داخل ہیں، یعنی ان کی طرف سفر کر کے جانا شرعاً جائز نہیں، ممنوع ہے۔

سنتِ فاروقی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت دانیال ؑ کی قبر کو بے نام و نشان کر دیا اور جب معلوم ہوا کہ لوگ شجرۂ بیعتِ رضوان کی زیارت کے لئے سفر کر کے آتے جاتے ہیں تو سرے

[1] ”حجۃ اللہ البالغہ“، جلد اوّل باب المساجد۔

www.nidaehaq.com

سے اس درخت ہی کو کٹوا دیا، کل جس کے شرک و فساد کا ذریعہ ہونے کا خطرہ و امکان تھا تاکہ اشراک باللہ اور فسادِ عقیدہ کا یہ منبع و ذریعہ ہی ختم ہو جائے، نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اور کسی ایک صحابیؓ رسولؐ نے خلیفۂ رسولؐ کے اس اقدام کے خلاف ایک لفظ بھی نہ کہا۔

جہاں حضرت محدّث دہلویؒ کا مستدل حدیثِ رسولِ کریمؐ ہے وہاں رسولِ کریمؐ کے خلیفہ ثانی بلکہ ہزاروں لاکھوں صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم کا یہ اجماع بھی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کا مصدّق و مؤیّد ہے۔

زیارت قبور | مطلق قبر کی زیارت شرعاً مباح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا۔ رواہ مسلم [1]

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (مگر اب) تم قبروں کی زیارت کرو۔

چونکہ لوگ عہد شرک و جاہلیت سے قریب تر تھے۔ اس لئے پہلے آپؐ نے قبروں پر جانے سے بالکل روک دیا تھا۔ جب فتنہ کا خطرہ نہ رہا تو اجازت عطاء فرما دی۔

جمہور علماء کے نزدیک قبر کی زیارت مستحب ہے: علامہ نووی رحمہ اللہ نے اس اجماع کو نقل کیا ہے کہ زیارت قبور مردوں کے لئے سنت ہے لیکن عورتوں کے لئے اکثر علماء نے قطعی طور پر مکروہ قرار دیا ہے۔ بعض نے مکروہ نہیں کہا جبکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔

زیارتِ قبور والدین | سنّت سے خصوصیت کے ساتھ اگر ثابت ہے تو قبور والدین کی زیارت ثابت ہے۔ ارشاد فرمایا [2]: جو ہر جمعہ کو والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کی جائے گی۔ (رواہ البیہقی مرسلاً)

زیارت قبور کا مقصد | بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا۔

۱۔ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْآخِرَةَ۔ رواہ ابن ماجہ [3]

بیشک قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

۲۔ حضرت بُرَیدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو تعلیم دیتے کہ جب قبروں (کی زیارت) کے لئے نکلیں تو کہیں:

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، باب زیارۃ القبور۔ [2] ایضاً۔ [3] ایضاً۔

www.nidaehad.com

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ رواہ مسلم (مشکوٰۃ المصابیح" باب زیارۃ القبور)

اے دیار (آخرت) والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ ہم بھی انشاء اللہ تم سے آملیں گے، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے بخشش طلب کرتے ہیں

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں قبروں کے قریب سے گزرے تو ان کی طرف منہ کرکے فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ رواہ الترمذی

اے قبروں والے! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے، تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح" باب زیارۃ القبور)

۴۔ بروایت حضرت ابوہریرہؓ ارشاد فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّھَا تُذَکِّرُ الْمَوْتَ۔ رواہ مسلم۔ (مشکوٰۃ المصابیح" باب زیارۃ القبور)

تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ بیشک یہ موت یاد دلاتی ہے۔

جہاں تک زائر (زیارت کرنے والے) کا سوال ہے۔ زیارت قبر سے اس کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ اسے موت یاد آتی ہے۔ عبرت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری کا نقش دل ہی پر ثبت نہیں ہوتا بلکہ اس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ بے وفا و فانی دنیا سے دل کی رغبت کم ہوتی ہے۔ خوفِ خدا پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان اپنی قبر کی تنویر و تبرید اور ٹھنڈک و نورانیت کا سامان بہم پہنچانے کی فکر کرتا ہے۔

باقی رہا اصحابِ قبور (قبر والوں) کا سوال! تو ان کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ زیارت کرنے والا ان کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت اور غفران و مغفرت طلب کرتا ہے۔ اور ایصالِ ثواب کرتا ہے حدیث میں ہے کہ جو شخص قبرستان میں گزرے اور سورۂ اخلاص ۱۱ بار پڑھ کر اس کا ثواب مُردوں کو بخشے۔ تو مُردوں کی تعداد کے مطابق اس کو بھی اجر ملے گا۔ اخرجہ ابو محمد السمرقندی (بہشتی گوہر ص ۱۲۶)

شرعی و مسنون زیارتِ قبر سنتِ نبویؐ اور تعامل صحابہ کرامؓ سے ثابت ہوگیا کہ زیارت قبور کا

www.nidaehaq.com

مشروع و مسنون طریقہ صرف یہ ہے کہ مسلمان جب کسی مسلمان کی قبر سے گزرے یا قبر پر پہنچے خواہ وہ قبر کسی ولی اللہ کی ہو یا غیر ولی کی، تو قبر پر (جانب قبلہ) کھڑا ہو کر سلام کہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے نیز اپنے لئے عافیت و مغفرت اور رحمت کی دعا کرے، بغیر ہاتھ اٹھائے۔ کیونکہ ہاتھ اٹھانے کا ذکر تک نہیں۔

ممنوع و مکروہ اور مردود و ناروا افعال

سلام و دعاء کے علاوہ زیارت قبر کے سلسلہ میں ہر فعل مثلاً مقبرہ[1] کی چوکھٹ کا چومنا، مزار کا طواف[2]، سجدہ[3] اس کی چوما چاٹی[4] قبر کو ہاتھ سے مس[5] کرنا، صاحب قبر سے دعاء و فریاد[6] اور فراخیٔ رزق، اولاد اور حلِّ مشکلات و حاجت براری کا سوال کرنا، قبر کے قریب نماز[7] پڑھنا، قبر یا مقبرہ پر چراغاں[8] کرنا، قبر پر پھول[9] چڑھانا، عطر[10] چھڑکنا، غلاف[11] ڈالنا نقدی وغیرہ چڑھاوے[12] چڑھانا غایت تعظیم کی وجہ سے سیدھا کھڑا نہ ہونا بلکہ جھکے[13] رہنا قبر کی طرف پشت[14] نہ کرنا زیارتِ قبر کے لئے کوئی خاص تاریخ[15] مقرر کرنا، قبر پر لوگوں کا جمع[16] ہونا وغیرہ یہ سب افعال مردود و ناروا اور غیر مشروع و ممنوع ہیں، بعض ان میں سے بدعت ہیں۔ اور بعض شرک، مثلاً سجدہ، صاحبِ قبر سے دعا و فریاد و سوال، اور نذر نیاز (چڑھاوے چڑھانا) بعض پر رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے مثلاً چراغ جلانا اور قبر کے قریب نماز پڑھنا، خواہ وہ نماز خالص اللہ کیلئے ہو

یہ تمام افعال باتفاق ائمہ اسلام غیر مشروع، ممنوع و ناروا ہیں نہ تو رسول کریمؐ نے یہ کام کئے نہ صحابہ و تابعین اور ائمہ دین و اکابر اولیاء اللہ رحمہم اللہ میں سے کسی نے ان میں سے کوئی کام کیا۔ الٹا ان سب نے ان تمام ناجائز کاموں کی سخت و شدید ممانعت فرمائی ان کاموں کے کرنے والوں کے متعلق لعنت وغیرہ وعیدِ شدید آئی ہے۔ اور شریعت نے نہایت سختی اور تکرار و تاکید کے ساتھ ان کاموں سے روکا ہے۔

عُرس

کسی اللہ کے بندے نے شاید تبلیغی مقصد کے لئے یہ اجتماع منعقد کیا ہو، مگر آج عموماً عرس نام ہے ان تمام بدعات و مشرکیات کے مجموعہ کا!

چند مزید محرمات شرعیہ

نیز چند محرمات اس پر مستزاد ہوتی ہیں مثلاً :-

شریعتِ[1] محمدیؐ کی توہین و تردید اور بھرپور مخالفت پر مشتمل گندے لوگوں ملحد شاعروں کے غلیظ، گندے اور متعفن اشعار گانے اور باجے، جاہل[2]، نفس پرست، بے دین اور پیٹ پوجا کرنے والے گوّیوں کی (وعظ کے عنوان) سے خرافات، زن[3] و مرد کا بے تکلّف باہم خلط ملط، بے پردگی[4]، بے شرمی اور بے لحاظی کا ایک طوفان، جس کے تصوّر سے شرافت لرزہ براندام ہو جاتی ہے اور جبینِ انسانیت عرق آلود! اور لنگرؒ کے نام سے، غیر اللہ کے نام پر نامزد کردہ پکوان کو تبرّکاً تقسیم کرنا اور کھانا وغیرہ۔

زاغوں کے تصرّف میں عقابوں کے نشیمن

علّامہ اقبالؒ نے بالکل صحیح کہا ہے

جن اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے جانکاہ و جانگسل مصیبتیں برداشت کر کے روح فرسا تکلیفیں اٹھا کر، ترکِ وطن کر کے، گھر بار بیوی بچّوں کو چھوڑ کر فاقے کر کے پیاسے رہ کر، گالیاں اور پتھر تک کھا کھا کر لوگوں کو اللہ کا دین پہنچایا، خلق خدا کو خدا کا راستہ دکھایا۔ توحید کا بھولا ہوا سبق پڑھایا۔ اللہ ربّ العزّت کی کروڑوں رحمتیں ان کے مزار پر انوار پر!

آج عموماً ان کے مزاروں پر.......... "گورکن" بیٹھے ہیں؎

قُم باذنِ اللہ جو کہتے تھے وہ رخصت ہوئے

خانقاہوں میں مُجاور رہ گئے یا گورکن! — اقبالؒ

ظالم واعظ

یہ لوگ اپنے دھندے اور کاروبار کی بقا و ترقی کے لئے "واعظ" کے نام سے کچھ "گلوکار" بہم پہنچاتے ہیں، وعظ کی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں۔ جن میں یہ گوّیے محض چند کھوٹے سکّوں کے لئے اپنا دین و ایمان بیچتے ہیں، تاجر سجادہ نشین کے چشم و ابرو کے اشاروں پر رقص کرتے ہیں، قرآن و حدیث سے کھیلتے ہیں اور، کتاب و سنّت کی کھُلی تحریف کر کے موجودہ عرس کی تمام خلافِ شریعت خرافات کو سند جواز عطا فرماتے" ہیں سجادہ نشین کی ساری ضلالت و گمراہیوں کو عین ہدایت، شرک کو توحید اور بدعت کو سنّت ثابت کر کے اپنی مکّاری و فن کاری کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور اس طرح ہزاروں، لاکھوں سیدھے سادے بندگانِ خدا کو اپنے ساتھ جہنّم میں لے جاتے ہیں۔

www.nidaehaq.com

دین کی مظلومی

دین کی مظلومی بدرجۂ انتہا پہنچ گئی کہ جس عرس کا کتاب وسنّت میں نام ونشان تک نہیں ملتا، حضرات صحابہ وتابعین ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اعمال وکردار میں نہیں بلکہ ان کے اقوال وارشادات میں بھی ڈھونڈے سے جس کا ذکر نہیں ملتا وہ عرس آج دین ہے روحِ دین ہے، اصل دین ہے، بلکہ کل دین ہے، سارا دین سمٹ کر ایک لفظ عرس میں آگیا ہے اور آج اُمتِ مسلمہ کی پوری دینی زندگی کا لبِ لباب یہی عرس رہ گیا ہے۔

مسلمان کہلانے والے، توحید کا کلمہ پڑھنے والے مدعیانِ اسلام سفرِ حج سے زیادہ ذوق وشوق کے ساتھ، سفر کی زحمتیں اور صعوبتیں برداشت کر کے عرسوں میں شرکت کرتے ہیں۔ جہاں اہل اللہ کو اللہ واحد کا مقام دیا جاتا ہے۔ دِل میں انہی کی عبادت کی حد تک پہنچی ہوئی تعظیم جاگزین ہوتی ہے۔ نفع ونقصان کا مالک انہیں سمجھا جاتا ہے۔ مرادیں ان سے مانگی جاتی ہیں، امیدیں ان سے رکھی جاتی ہیں، خوف ان سے کھایا جاتا ہے۔ تعبّد وتذلّل اور تعظیم بلیغ کا بھرپور مظاہرہ انہی کے حضور کیا جاتا ہے، قبروں سے لگ لپٹ کر، چمٹ کر آہ وزاری کی جاتی ہے زبان محوِ فریاد وفغاں ہوتی ہے تو آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں غرض بزرگانِ دین کی مزاروں پر ان تمام خلافِ شرع حرکات اور مشرکانہ کردار کا برملا ارتکاب کیا جاتا ہے، جن کو مٹانے کے لئے ان بزرگانِ دین ومشائخِ ملت نے اپنی ساری زندگی وقف کر دی تھی۔

صداقتِ نبوّت کی ایک واضح دلیل

اگر اللہ تعالیٰ انسان کو عقل و بصیرت سے کچھ حصّہ وبہرہ عطاء فرمائے تو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت ورسالت کی صداقت وحقانیت کے ہزاروں دلائل میں سے یہ بھی ایک واضح دلیل ہے کہ اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحوں میں بالکل وفات کے وقت عین عالم نزع میں فتنۂ قبر سے متعلق جو کچھ فرمایا سولہ آنے حق فرمایا۔ آج انسان جب قبر کے فتنۂ عظیم پر نگاہ کرتا ہے، اور عرس کے عنوان سے قبر پر محرمات ومنکراتِ شرعیہ، بدعاتِ سیئہ اور حرکاتِ شرکیہ کا جو طوفان برپا دیکھتا ہے تو اس کا رواں رواں نبی کریمؐ کی صداقت اور سچائی کے راگ الاپتا ہے اور اس کا دل ودماغ یہ گواہی دیتا ہے کہ

حضرت خاتم نبوت نے آخر وقت جو کچھ فرمایا وہ از خود نہیں فرمایا بلکہ اللہ ربّ العزّت سے علم و اطلاع پاکر فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

واقعی دین کے بارے میں نبیؐ کا ہر بول خدا کا بول ہوتا ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود!

اللہ ربّ العزّت نے عالم اضطرار و اضطراب میں اپنے رسولِ معصومؐ کے دل سے نکلی ہوئی یہ دعا کو قبول فرمالیا، ورنہ آج جب آپؐ کے ادنیٰ غلاموں کی قبریں بُت بنی پُج رہی ہیں اور عبد، مبعد بن کر رہ گئی ہیں، جانے امام المرسلینؐ کی مزار پُر انوار کا کیا حال ہوتا؟

عرس کی دین میں کوئی اصل نہیں کتاب اللہ میں عرس کا لفظ ہے نہ سنّتِ رسولؐ میں اس کا نام و نشان، کیا نبی کریمؐ نے اپنے دادا ابراہیمؑ خلیل اللہ یا اپنے باپ اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ یا اپنے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس منعقد فرمایا؟ یا پھر حضرات صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ (رضی اللہ عنہم) نے اپنے اپنے عہدِ خلافت میں ہر سال نہ سہی! ایک بار بھی اپنے محبوب رسولِ کریمؐ کا عرس کیا؟ یا پھر حضرت معاویہؓ نے حضرت ابوسفیانؓ کا اور حضرات حسنینؓ نے اپنی ساری زندگی میں حضرت علیؓ کا ایک دفعہ بھی عرس کیا؟ یا پھر حضرت حسن بصری، سعید بن مسیب اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم نے رسول کریمؐ یا کسی خلیفۂ رسول یا صحابیٔ رسولؐ کا عرس کیا؟ یا پھر حضرت امام اعظم، امام مالک، امام شافعی یا امام احمد نے رحمہم اللہ اپنے شیوخ میں سے کسی کا عرس کیا؟ یا پھر امام ابو یوسف اور امام محمد نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کا کبھی عرس کیا؟ رحمہم اللہ۔ یا پھر ابو یزید بسطامی، جنید بغدادی، عبدالقادر جیلانی، شہاب الدین سہروردی، معین الدین چشتی، جلال الدین بخاری، مخدوم علی ہجویری اور مجدد الف ثانی، (رحمہم اللہ) میں سے کسی نے اپنے شیخ و مرشد کا عرس کیا؟ اگر نہیں کیا اور یقیناً نہیں کیا، تو پھر ہمیں خدا سے خوف کھانا چاہیئے اور آئندہ اس سے بچنا چاہیئے۔

ایصالِ ثواب شریعت میں ایصالِ ثواب کی اجازت ہے۔ انسان جو نیک عمل شریعت کے مطابق کرے۔ اس کا ثواب جس کو چاہے بخش سکتا ہے۔ خواہ وہ عملِ خیر ابھی کیا ہو یا پہلے کبھی کیا ہو۔

دعا اور مالی عبادت صدقہ و خیرات کا ایصالِ ثواب بالاتفاق جائز ہے

www.nidaehaq.com

بدنی عبادت خواہ وہ قولی ہو یا فعلی مثلاً نوافل، قرآن خوانی کا ثواب امام اعظم ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے نزدیک بخشا جا سکتا ہے۔ مگر:۔

۱۔ نہ تو کسی خاص بزرگ کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اور نہ ہی کسی خاص تاریخ یا معینہ وقت پر، اور نہ ہی اس کا خاص اہتمام کیا جائے خاص بزرگ کو ثواب پہنچانے میں شرک کے چور دروازہ سے گھس آنے کا خطرہ ہے اور تاریخ و وقت کی تعیین اور کسی خاص چیز کا اہتمام و التزام بدعت ہے۔

۲۔ جہاں بزرگانِ دین اولیاء اللہ کو ایصالِ ثواب کیا جائے وہاں اپنے والدین، آباؤ اجداد اس کے زیادہ محتاج ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ اور خود نبی کریمؐ اس کے زیادہ مستحق و احق ہیں، لہٰذا ایصالِ ثواب کرتے وقت دعا میں سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا جائے پھر دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کا پھر حضرات صحابہ کرامؓ و آلِ رسولؐ کا، پھر جمیع حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا پھر ساری اُمتِ مسلمہ کا خصوصاً اپنے آباؤ اجداد اور شیخ و مرشد کا، اللہ ربّ العزت اپنی رحمت سے سب کو ثواب عطاء فرمائیں گے اور ان کے فضل و کرم سے اس ایصالِ ثواب کرنے والے کے نامۂ اعمال میں بھی اس عبادت اور کارِ خیر کا اندراج بدستور رہے گا۔

۳۔ یاد رہے کہ ایصالِ ثواب تب ہوگا جب پہلے عمل و عبادت پر ثواب عطاء بھی ہو۔ ثواب عطاء تب ہوگا جب وہ عمل شریعت کے مطابق ہوگا اور بوجہ اللہ ہوگا۔ اگر عمل ہی خلاف شرع ہو یا نیت ریا و نمائش کی ہو تو عمل ہی مردود ہوگا۔ اجر و ثواب کہاں سے ملے گا؟ اور جب عامل کو اجر و ثواب نہ ملا تو ایصالِ ثواب کس کا ہوگا؟۔

دعا و استغفار

سب سے بہتر ایصالِ ثواب، دعا و استغفار ہے۔ جو خود کتاب اللہ سے ثابت ہے اور دوسروں کی نسبت پہلے اپنے والدین کے لئے ثابت ہے۔

قولہٗ تعالےٰ:۔

www.nidaehaq.com

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ. (ابراہیم ۴۱)

اے ہمارے رب، مجھ کو اور میرے ماں باپ کو بھی اور کل مومنین کو بھی بخش دے، جس دن حساب قائم ہو۔

پہلے اپنے والدین

احادیث میں بھی اپنے والدین کے متعلق ایصالِ ثواب کا ذکر ہے، ۱- بروایت حضرت ابوہریرہؓ ارشاد فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم جب انسان مر گیا اس کا عمل ختم ہو گیا مگر تین کاموں کا (ثواب موقوف نہیں ہوتا)

صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ

رواہ مسلم [1]

(ایک) صدقہ جاریہ (دوسرے) علم جس سے خلق کو فائدہ ہو (تیسرے) نیک بیٹا جو باپ کے لئے دعا کرے۔

۲- بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں اچانک مر گئی ہے......

فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔ متفق علیہ [2]

اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اسے اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں!

۳- مؤطا مالکؒ باب صدقۃ الحی عن المیت اور ابوداؤد کتاب الوصایا میں بھی یہ روایت ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر اس شخص نے اپنا باغ اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ یہ روایت ابن عباسؓ سے ہے۔

۴- ابوداؤد میں یہ روایت حضرت عائشہؓ سے بھی ہے مگر اس میں ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا.. مؤطا مالکؒ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے اور انہوں نے اپنی ماں کی طرف سے باغ صدقہ کر دیا۔

---

[1] "مشکوٰۃ المصابیح" کتاب العلم و ابوداؤد کتاب الوصایا۔

[2] "مشکوٰۃ المصابیح" باب صدقۃ المرأۃ من مال الزوج۔

www.nidaehaq.com

ان تمام روایات سے یہ ثابت ہو گیا کہ دعا، استغفار، ایصالِ ثواب کے لئے سب سے پہلا حق والدین کا ہے۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ حضرات اولیاء کرام رحمہم اللہ کی نسبت انسان کے والدین ایصالِ ثواب کے زیادہ محتاج ہیں، مگر آج لوگ اپنے والدین کو تو بھول کر بھی ایصالِ ثواب نہیں کرتے اور حضرات اولیاء اللہ کو معین وقت پر پابندیٔ وقت کے ساتھ "ایصالِ ثواب" کرتے ہیں جس کی بنیاد شرک ہے۔ مثلاً:

"گیارہویں شریف" امام الاتقیا سید الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر ہر مہینے کی گیارہویں شب کو بعض لوگ اپنی گائے بھینسوں کا دودھ تقسیم کرتے ہیں، اور نہایت سختی کے ساتھ اس کا التزام اور پابندی کرتے ہیں، کیا مجال کہ کسی مہینے ناغہ ہو جائے، اور دلیل یہ کرتے ہیں کہ ہم حضرت رحمہ اللہ کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں، حالانکہ ان جہال کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس طرح حضرت شیخ رحمہ اللہ ہم سے راضی ہوں گے اور ہماری گائے بھینسیں نہ بیمار ہوں گی نہ مریں گی، اور ان کا دودھ مکھن بھی زیادہ ہوگا۔ اسی طمع اور لالچ میں "گیارہویں شریف" بانٹتے ہیں، اگر نہ بانٹیں تو ان کے زعم باطل میں حضرت رحمہ اللہ ناراض ہو جائیں گے۔ اور مال مر جائے گا یا ان کا دودھ مکھن کم ہو جائیگا۔ ظاہر ہے کہ یہ شرک ہے، اور اس کے شرک ہونے کا کوئی مشرک ہی انکار کر سکتا ہے۔

اگر واقعی ایصالِ ثواب مقصود ہوتا تو گیارہویں شب اور دودھ کی قید کیوں؟ پھر حضرت سید المشائخ رحمہ اللہ کی تخصیص کیوں؟ کیا دوسرے حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو ثواب کی ضرورت نہیں، پھر کیا اس کے اپنے والدین ایصالِ ثواب کے محتاج نہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ ان کو تو بھول کر بھی کسی کا ثواب بھی نہیں بخشتا اور حضرت رحمہ اللہ کو ہر مہینے دودھ کا ثواب پہنچاتا ہے۔

درود شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے بہتر دعا درود شریف ہے، درود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائے رحمت ہے اور ہادیٔ اعظم، رحمتِ عالم، محسنِ انسانیت کے انسانیت پر

احسانات عظیمہ و بے پایاں کا برائے نام بدلہ! جس کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (سورہ احزاب)

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی (کریم) پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ کا نبیٔ کریم پر صلوٰۃ بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے، اور فرشتوں اور انسانوں کا صلوٰۃ بھیجنا اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمتِ خاصّہ کی دعا کرنا ہے اسے ہمارے محاورے میں درود کہا جاتا ہے۔ درود پڑھنے سے جہاں حضرت کے مراتبِ عالیہ و مدارجِ رفیعہ میں مزید ترقی ہوگی وہاں دعا کرنے والے پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

۱- بروایت ابوہریرہؓ ارشاد فرمایا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔ رواہ مسلم [۱]

جس نے میرے اوپر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس پر دس بار رحمت نازل فرمائی۔

۲- جامع ترمذی میں بھی یہ روایت ہے اور اس میں یہ زائد ہے کہ:

وَكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ [۲] اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں!

۳- بروایت حضرت انسؓ ارشاد فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (رواہ النسائی) [۳]

جس نے ایک دفعہ میرے لئے رحمت کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں اور اس کے دس گناہ معاف کر دیے گئے اور اس کے دس درجے بلند کر دیے گئے۔

---

[۱] "مشکوٰۃ المصابیح"، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

[۲] ترمذی باب فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

[۳] "مشکوٰۃ المصابیح"، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

www.nidaehaq.com

مقامِ محمودؐ اور وسیلہ کی دُعا

درُود شریف کے علاوہ بھی حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے دعا کرنے کا حکم ہے۔

۱۔ بروایت رُوَیفع رضؓ ارشاد فرمایا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے۔

مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ (رواہ احمد) ؎۱

جس نے محمدؐ پر درُود بھیجا اور کہا اے اللہ! آپ کو وہ مقام عطاء فرما جو قیامت کے دن تیرے نزدیک مقرب ہے (یعنی مقامِ محمود) تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۲۔ بروایت حضرت جابر رضؓ ارشاد فرمایا صلّی اللہ علیہ وسلّم، جس نے اذان سُن کر کہا اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ رواہ البخاری ؎۲

اے اللہ! اس کامل دعا (یعنی اذان) اور نماز قائمہ کے پروردگار! محمدؐ کو وسیلہ عطا فرما اور بزرگی دے اور قیامت کے دن آپ کو مقامِ محمود پر مبعوث فرما جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔ تو اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۳۔ بروایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ارشاد فرمایا ؐ۔

جب تم مؤذن کی اذان سنو تو جس طرح وہ کہے تم بھی اس طرح کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو بیشک جس نے میرے اوپر ایک درود پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ طلب کرو۔ وسیلہ جنّت میں ایک (اعلیٰ وارفع) مقام ہے جو ایک ہی اللہ کے بندے کیلئے ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں

فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ رواہ مسلم ؎۳

جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعا کی۔ اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

جو شخص بارگاہ ربّ العزّت میں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے مقامِ محمود اور وسیلہ کی دعا کریگا۔ اللہ اپنے حبیب کریمؐ کے درجے بلند کریگا اور آپ کو قیامت کے دن اور جنّت کے اندر یہ اعلیٰ وارفع خاص الخاص مقامات عطاء فرمائیگا اور دعا کرنیوالے کو اپنے حبیب کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت نصیب فرمائے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

؎۱ رد مشکوٰۃ المصابیح "باب الصلوٰۃ علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ ؎۲ ایضاً باب فضل الاذان۔

www.nidaehaq.com